فتاوی نعیمیہ
مُصنّف
حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی
ناشر
مکتبہ اسلامیہ
۴۰۔ اردو بازار ★ لاہور

فتاویٰ نعیمیہ

مصنف

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبہ اسلامیہ

۴۰ اردو بازار لاہور

نام کتاب	فتاویٰ نعیمیہ (مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ)
مؤلفہ	حافظ محمد عارف صاحب فارسی ٹیچر پبلک ہائی سکول گجرات
صفحات	232
تصحیح کتابت	مولانا محمد اختر رضا القادری
ناشر	مکتبہ اسلامیہ 40-اردو بازار لاہور۔
کمپوزنگ	دوست ورڈ کمپوزرز۔ نیو انار کلی لاہور PH:-7324782
پرنٹرز	پیر بھائی پرنٹرز لاہور
تعداد	ایک ہزار

مدد کراے کرم احمدی کہ تیرے سوا ☆ نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

نیز اگر غیر خدا کو پکارنا شرک ہے۔ تو ماں باپ بھائی اولاد نوکر چاکر زندہ مردہ سب ہی کو پکارنا شرک ہو گا کیونکہ یہ سب ہی غیر خدا ہیں۔ خدائے پاک فرماتا ہے۔ یایھا الذین امنوا۔ یایھا الناس یایھا النبی یاعیسٰی یاموسٰی۔ وغیرہ تو خدا پر کیا حکم لگے گا۔ پھر ہر آدمی اپنے نوکر چاکر ماں باپ کو پکارتا ہی ہے۔ رہا غیر خدا سے مدد مانگنا تو خود خدا فرماتا ہے۔ اعینونی بقوۃ فرماتا ہے ان تنصروا اللّٰہ ینصرکم فرماتا ہے وتعاونوا علی البر والتقوٰی فرماتا ہے۔ یایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوۃ۔ ان تمام میں غیر خدا سے ہی مدد طلب کی گئی ہے۔ یا اس کا حکم دیا گیا ہے۔ نیز فرماتا ہے۔ اغناھم اللّٰہ ورسولہ من فضلہ ولو انھم رضوا ما اتاھم اللّٰہ ورسولہ فرماتا ہے۔ انعم اللّٰہ علیہ وانعمت علیہ۔ فرماتا ہے۔ ما اتاکم الرسول فخذوہ سرکار علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اللّٰہ معطی وانا قاسم۔ حضرت ربیعہ ابن کعب اسلمی نے عرض کی اسئلک مرافقتک فی الجنۃ دیکھو مشکوۃ باب السجود۔ نیز فرماتے ہیں۔ واوتیت مفاتیح خزائن الارض۔ غرضیکہ آیات و احادیث میں اختیارات مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا ثبوت ہے۔ صاحب اختیار سے مانگنا برا نہیں لہٰذا مسلمانوں کو اس بنا پر مشرک کہنا سخت بے دینی ہے۔ اس کے لئے فقیر کی کتاب جاء الحق کا بغور مطالعہ کرو۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

احمد یار خاں عفی عنہ

مرزائی اور مسلمان جج کے فسخ کئے ہوئے نکاح کا حکم

فتویٰ نمبر ۶۰

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسمی عبد الرحیم کا نکاح مسماۃ رابعہ بی بی

سے ہوا۔ مساۃ مذکور گیارہ سال تک اس شوہر کے نکاح میں رہی۔ ایک لڑکی بھی اس سے پیدا ہوئی پھر کچھ ناچاقی ہو گئی اور مساۃ کے والد مستری فضل الٰہی نے درخواست فسخ نکاح کچہری میں دے کر نکاح فسخ کرالیا۔ حافظ محمد عالم و غیاث شاہ صاحبان نے فتویٰ دے دیا کہ اگر حاکم جج مسلمان تھا تو نکاح اول فسخ ہو گیا۔ لوگوں نے قسم کھا کر کہا کہ جج مسلمان تھا۔ لہٰذا بعد عدت رابعہ کا دوسرا نکاح کر دیا گیا۔ جس نکاح کو دس ماہ ہو چکے اب بعد میں معلوم ہوا کہ جج مرزائی تھا۔ اب وہ علماء یہی کہتے ہیں کہ چونکہ جج مسلمان نہیں تھا۔ اس لئے نکاح اول فسخ نہیں ہوا تھا۔ اور یہ نکاح ثانی درست نہیں ہوا۔ لہٰذا گزارش ہے کہ از روئے شریعت فرمایا جاوے کہ ان نکاح کنندگان اور جھوٹی قسم کھانے والوں کا کیا حکم ہے۔

الجواب

صورت مذکورہ میں مساۃ رابعہ بی بی کا نکاح ثانی باطل ہے اور اس کا نکاح پہلا بدستور قائم ہے۔ تاوقتیکہ پہلا شوہر طلاق نہ دے اس کا دوسرا نکاح درست نہیں ہو سکتا۔ اور اس دوسرے شوہر کے پاس رابعہ کا رہنا سہنا سب ناجائز ہے۔ نیز حافظ محمد عالم اور مولوی عنایت شاہ صاحبان کا یہ فتویٰ محض غلط ہے۔ ان ہر دو صاحبان کو لازم ہے۔ کہ بغیر علم تام فتویٰ نہ دیا کریں اس لئے کہ جن بعض خاص صورتوں میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے اس میں قاضی اسلام کا فیصلہ ضروری ہے۔ خصوصاً جبکہ دوسرے مذہب شافعی وغیرہ پر عمل کیا ہو۔ وہاں تو اس کی اشد ضرورت ہے اور موجودہ زمانہ کے حکومت انگلشیہ کے جج خواہ مسلمان ہوں یا کافر' مرزائی وغیرہ مرتد ہوں یا کوئی اور قاضی اسلام نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ان کو ان اسلامی فیصلوں کا شرعاً" حق حاصل ہے۔ جن میں قضائے قاضی ضروری ہے۔ ان ہر دو مفتیان نے یہ سمجھا ہے کہ جو بھی حاکم جج مسلمان ہو وہ قاضی ہے۔ یہ درست نہیں شریعت میں قاضی وہ کہلاتا ہے کہ جو مسلمانوں میں اسلامی قانون کے مطابق فیصلہ

کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہو۔ عالمگیری کتاب آداب القاضی میں ہے۔ **وادب القاضی التزامہ لما ندب الیہ الشرع من بسط العدل ودفع الظلم وترک المیل والمحافظة علی حدود الشرع والجری علی سنن السنة۔** اسی عالمگیری باب الجمعۃ میں ہے۔ **والمصر فی ظاہر الروایة الموضع الذی فیہ مفت وقاض یقیم الحدود ینفذ الاحکام۔** درمختار کتاب آداب القاضی میں ہے۔ **انہ کل موضع لہ امیر و قاض یقدر علیٰ اقامة الحدود۔** اس کے ماتحت شامی میں ہے۔ **افردا لضمیر لعودہ الی القاضی لان ذالک وظیفة۔** درمختار کتاب آداب القاضی میں ہے۔ **ویجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافراً الا اذا کان یمنعہ عن القضاء بالحق فیحرم ولو فقدوا ماوال بغلبة الکفار وجب علی المسلمین تعیین وال وامام الجمعة** اس کے تحت میں ہے۔ **لکن اذا ولی الکافر علیہم قاضیا ورضیہ المسلمون صحت تولیة بلاشبہة** ان کے عبارات سے معلوم ہوا کہ قاضی وہ مسلمان شخص ہے۔ جس کو حدود شرعیہ جاری کرنے اور احکام شریعت نافذ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہو۔ مقرر کرنے والا خواہ سلطان اسلامی ہو یا کافر' بادشاہ یا عامۃ المسلمین۔ البتہ عامۃ المسلمین کا مقرر کیا ہوا قاضی شرعی سزائیں رجم و قطع ید وغیرہ نہیں جاری کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس کو حکومت حاصل نہیں۔ صرف اقامت عیدین و جمعہ وغیرہ۔ وہ احکام جاری کر سکتا ہے۔ جن میں حکومت کی ضرورت نہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ جج وغیرہ حکام خواہ مسلمان ہوں یا کفار آیا اسلامی قانون جاری کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ یا انگریزی حکومت کے قوانین' بالکل ظاہر ہے کہ ان کا تقرر انگریزی حکومت کے قوانین جاری کرنے کے لئے ہے۔ جو بھی حاکم آئے گا ان ہی قوانین کے مطابق فیصلہ کرے گا جو تعزیرات ہند وغیرہ میں نمبروار لکھے ہیں۔ نہ وہ قوانین جو ہدایہ و شامی وغیرہ میں ہیں۔ اسی لئے ان کو تعزیرات ہند کا ازبریاد ہونا ازبس ضروری ہے اور اس کی سند ان کو لازم ہے۔ شامی و عالمگیری و

ہدایہ وغیرہ سے ان کو کوئی سروکار نہیں۔ اور نہ اس پر ان کی ملازمت موقوف۔ اور اگر کسی قانون اسلامی کو حکومت انگلشیہ نے منظور کر کے اپنا قانون بنایا ہے۔ تو اب جج صاحب اس لئے اس قانون کو جاری کریں گے۔ کہ یہ تعزیرات ہند کا جزء بن چکا۔ نہ اس لئے کہ یہ اسلامی قانون ہے۔ ورنہ وہ دوسرے اسلامی قوانین رجم وغیرہ کیوں نہیں جاری کرتے۔ بہرحال یہ حکام قاضی اسلام نہیں۔ اور ان کو ان قوانین کے جاری کرنے کا کوئی حق نہیں۔ ان کا اجراء قاضی اسلام پر موقوف ہے۔ جیسے کہ فسخ نکاح وغیرہ لہٰذا یہ نکاح ثانی بالکل باطل ہے اور اس کا گناہ جس طرح اس کے اولیاء پر ہے۔ اسی طرح ان ہر دو مولوی صاحبان پر بھی ہے۔ واللہ اعلم۔

احمد یار خاں عفی عنہ

آٹھ رکعت اور بیس رکعت تراویح کا حکم

فتویٰ نمبر۱۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ بخاری شریف اور موطا امام مالک میں ہے کہ حضور انور ﷺ آٹھ تراویح پڑھتے تھے۔ چنانچہ بخاری میں ہے کہ کسی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ۔ **کیف کان صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان** تو آپ نے جواب دیا۔ **ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علیٰ احدی عشرۃ رکعۃ۔** تو سوال یہ ہے کہ تراویح کتنی رکعت پڑھی جائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

تراویح بیس رکعت پڑھنا سنت اور آٹھ رکعت پڑھنا خلاف سنت ہے۔ بعونہ تعالیٰ